سلسلۂ تقاریر الٓمّٓ

سورۂ یٰسٓ

مقرر : ڈاکٹر اسرار احمد

السلام علیکم : نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

صدق اللہ العظیم

سلسلہ حٰمٓ کی چھ سورتوں کے علاوہ قرآن مجید کی تین سورتیں اور ہیں جو دو دو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں یعنی سورہ یٰسٓ، سورہ طٰہٰ اور سورہ نمل - عجیب حسن اتفاق ہے کہ سلسلہ حٰمٓ کی پہلی سورہ یعنی سورۂ مومن، سورہ صٓ سے ایک سورہ بعد واقع ہوئی ہے - اور سورہ یٰسٓ قرآن حکیم میں سورہ صٓ سے ایک سورہ قبل - جہاں تک حروف مقطعات یٰسٓ کا تعلق ہے ان کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی یہ رائے ہے کہ یہ مخفف ہے "یایھا الانسان" کا یعنی "یا" حرف ندا ہے - اور "س" انسان کا مرکزی حرف ہے اس سے ایک معنوی ربط پیدا ہوتا ہے - اور وہ یہ کہ چونکہ انسانِ کامل ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گویا کہ آں حضورؐ کی ذات اقدس عالم انسانیت کا اصل حاصل ہے لہٰذا یہاں یٰسٓ سے مراد "یا محمدؐ" ہے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم - اور چونکہ حروف مقطعات کے فوراً بعد قرآن حکیم کی قسم کھائی گئی ہے -

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ

اور اس کے معاً بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب ہے۔
اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اس طرح یہاں حروف مقطعات کے معنی اگر "یا محمدؐ" مانے جائیں تو ایک معنوی ربط قائم ہوجاتا ہے۔

اس سلسلۂ کلام میں آج ہم قرآن حکیم کی دسویں سورہ کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ ان تمام سورتوں میں بلا استثناء واحد آغاز میں قرآن مجید کی صداقت و حقانیت اور اس کی عظمت و علو مرتبت کا ذکر ہے اور نصف سے زائد میں یعنی چھ سورتوں میں باقاعدہ قرآن مجید کی قسم کھائی گئی ہے۔ قرآن حکیم کی قسم کھانے سے جہاں قرآن مجید کی طرف اشارہ ہے۔ وہاں اصل مضمون یہ ہے کہ قسم کا حاصل چونکہ شہادت یا گواہی ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر سب سے بڑا شاہد، آپ کی صداقت و حقانیت پر سب سے بڑی دلیل۔ یا یوں کہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ یہ بات اس سورہ مبارکہ میں آکر بالکل مبرہن ہوگئی ہے۔

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کی نبوت و رسالت پر سب سے بڑی دلیل سب سے بڑی برہان سب سے بڑی شہادت سب سے بڑی گواہی یہ قرآن مجید ہے جو آپؐ کا اصل معجزہ ہے۔ واضح رہے کہ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات اور بھی بے شمار ہیں۔ لیکن جو معجزہ تحدی یعنی چیلنج کے ساتھ بار بار پیش کیا گیا ہے وہ قرآن مجید ہے۔ سورہ یٰسٓ کے بارے میں متعدد کتب حدیث میں حضرت معقل ابن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نبی اکرمؐ کے دو اقوال مبارکہ منقول ہیں۔ ایک کی رو سے آپ نے فرمایا:

يٰسٓ قَلْبُ الْقُرْاٰنِ

یعنی سورہ یٰسٓ قرآن مجید کا دل ہے اور دوسرے قول مبارک میں

آپ فرماتے ہیں -

اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ -

یعنی سورہ یٰسٓ ان لوگوں کو پڑھ کر سنایا کرو جو عالم نزع میں ہوں - جن کا موت کا وقت قریب ہو - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اقوال مبارکہ کی بنیاد اور ان کا اصل سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورہ یٰسٓ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ کمال اختصار کے باوصف اسلام کے جو اساسی معتقدات ہیں یا جو بنیادی ایمانیات ہیں بالخصوص توحید ان کے بیان کے ضمن میں انتہائی جامع سورہ ہے اور دوسرے یہ کہ اس کا اسلوب ایسا عجیب اور مؤثر ہے کہ واقعتاً اس کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی دل دھڑک رہا ہو اس کے انداز سے ایسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ ایمان کی رگوں میں تازہ خون دوڑنے لگا ہے - اس کا ایک اشارہ اس سے بھی ملتا ہے کہ اس سورہ مبارکہ میں تین مرتبہ "صیحہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے - "صیحۃً واحدۃً" صیحہ کہتے ہیں کسی اچانک چیخ کو اور چنگھاڑ کو -

اس سورہ مبارکہ کے عام اسلوب کی طرف اس لفظ میں اشارہ موجود ہے جیسا کہ مولانا حالی نے فرمایا تھا کہ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی\
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

یہ انداز سورہ یٰسٓ میں بتمام و کمال موجود ہے - سورہ یٰسٓ ۸۳ آیات اور ۵ رکوعوں پر مشتمل ہے اور یہ مصحف میں اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اس کا ایک چوتھائی بائیسویں پارے کے آخر میں ہے اور بقیہ تئیسویں ۲۳ پارے میں - اس کے مضامین کا ایک تجزیہ رکوعوں کی تقسیم کے ساتھ بڑی آسانی سے ذہن نشین کیا جا سکتا ہے - چنانچہ پہلے رکوع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا ذکر ہے اور اس پر گواہی اور شہادت میں پیش کیا گیا ہے قرآن حکیم -

دوسرے رکوع میں تاریخ نبوّت اور رسالت کا ایک اہم واقعہ بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالٰے فرما رہے ہیں کہ ہم نے ایک قریبی ایک بستی کی طرف اپنے دو رسول بھیجے، بستی والوں نے ان کا انکار کر دیا ان کی دعوت پر اعتراض کیا۔ اس پر ہم نے ایک تیسرے رسول سے انکو تقویت پہنچائی لیکن قوم پھر بھی اپنے انکار و اعراض پر اڑی رہی۔ لیکن اچانک اس قوم کا ایک فرد جو صالح مزاج اور سلیم الفطرت انسان تھا، وہ دوڑتا ہوا آیا۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایک مقام پر کوئی اجتماع تھا جہاں رد و کد ہو رہا تھا اور ان رسولوں کو قتل کرنے کی تجویز زیر بحث تھی۔ یہ موقع تھا۔ کہ وہ شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ ان رسولوں کی دعوت قبول کرو ان پر ایمان لے آؤ اور اس نے وہاں مجمع میں علی الاعلان خود اپنے ایمان کا اظہار کر دیا۔

إِنِّىٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَٱسْمَعُونِ ۝

" سن رکھو! میں تو اس پر ایمان لے آیا، جو میرا اور تمہارا سب کا رب اور مالک ہے " اس کے دو نتیجے نکلے، پہلا یہ کہ قرآن کے انداز بیان سے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ قوم نے مشتعل ہو کر اس صالح اور سلیم الفطرت انسان کو فوراً قتل کر دیا نتیجتاً اس شخص کے لئے تو اللہ تعالٰے کی طرف سے نوید ہے۔

قِيلَ ٱدْخُلِ ٱلْجَنَّةَ ۖ

"کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں"

قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِى يَعْلَمُونَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِى رَبِّى وَجَعَلَنِى مِنَ ٱلْمُكْرَمِينَ ۝

چنانچہ اس نے کہا "کاش کہ میری قوم کو معلوم ہوتا۔ کہ میرے رب نے میرا کتنا اکرام فرمایا ہے کتنا اعزاز مجھے بخشا ہے اور مجھے معزز ہستیوں میں شامل کر لیا ہے"

دوسرا نتیجہ یہ کہ اس قوم پر اللہ تعالٰے کا عذاب نازل ہوا۔ فرمایا گیا۔

قوموں کو ہلاک کرنے کے لئے ہمیں آسمان سے لشکروں کو بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑتی ۔

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ٥

"بس ایک اچانک چنگھاڑ نے انہیں آلیا ایک چیخ ۔ وہی ان کی ہلاکت کا سبب بن گئی ۔ اور وہ سب کے سب بجھ کر رہ گئے ۔"

تیسرا رکوع جو اس سورہ مبارکہ کا مرکزی رکوع ہے اس میں مظاہر فطرت کے حوالے سے یعنی کہ آیات آفاقیہ اور آیات انفسی کے حوالے سے جو اساسی ایمانیات ہیں ان کا اثبات کیا گیا ہے ۔ توحید کا بھی اور معادٗ کا بھی چنانچہ یہاں آپکو اس طرح کی آیات ملیں گی ۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ٥

"ان کے لئے ایک نشانی ہے مردہ زمین میں وہ مردہ پڑی ہوئی ہے ہم اس پر بارش برساتے ہیں اور اس میں ہر طرف زندگی ہی زندگی کے آثار ہویدا ہو جاتے ہیں ۔ اور اس سے غلہ اگاتے ہیں جس میں سے وہ اپنی خوراک حاصل کرتے اور کھاتے ہیں"۔ آگے ایک دوسری نشانی پیش فرمائی :

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ٥

"ان کے لئے ایک نشانی ہے رات کہ اسی میں سے ہم دن کو نکال لے آتے ہیں ۔ تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے" پھر سورج کی گردش کا ذکر فرمانے کے بعد تیسری نشانی پیش فرمائی :

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ٥

"ان کے لئے ایک نشانی ان کشتیوں میں بھی ہے جن میں ہم ان کی ذریت کو اٹھاتے ہیں" بہرحال آیات آفاقیہ اور آیات انفسی کے حوالے

سے توحید اور معاد کا زبردست اثبات اس رکوع میں پایا جاتا ہے -
چوتھے رکوع میں آخرت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور اسکے احوال بیان ہوتے ہیں - جس کا لب لباب یہ کہ وہاں نوع انسانی کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا - ایک گروہ ہے جن کے لئے ان کے رب کی طرف سے پروردگار کی جانب سے تہنیت اور تحیت اور مبارکباد مسلسل آتی رہے گی -

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝

اور دوسرا گروہ وہ جسکو دھتکارا جائے گا اور فرمایا جائے گا

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝

"اے مجرمو! آج تم علیحدہ ہو جاؤ آج تم ہمارے فرمانبردار بندوں کے ساتھ گڈمڈ ہو کر کھڑے نہیں رہ سکتے"

آخری رکوع جو بہت جامع ہے اس میں قرآن حکیم کا ذکر ہے اور لوگوں کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ شاید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں - اور قرآن مجید شعر کی کوئی کتاب ہے فرمایا -

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ

"ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر نہیں سکھایا اور شعر آپ کے شایان شان نہیں ہے آپ شاعر نہیں ہیں"۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝

"یہ تو یاد دہانی ہے، نصیحت ہے اور قرآن ہے ایک روشن قرآن"
معاد کے سلسلے میں منکرین آخرت کے استہزاء پر قرآن میں بایں الفاظ تبصرہ کیا گیا - وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ
یہ جو آخرت کا انکار کرنے والے ہیں وہ ہمارے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور مثالیں چسپاں کرتے ہیں اور اپنی تخلیق کو بھول جاتے ہیں -

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝

وہ کہتے ہیں کہ کون زندہ کریگا ہڈیوں کو جبکہ وہ بالکل بوسیدہ ہو چکی ہونگی۔
گل سڑ چکی ہوں گی "

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوتا ہے :

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ أَنشَأَهَآ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ
خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝

"اے نبیؐ! ان سے کہہ دیجئے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں
پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا"

واقعہ یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن کی تنگی ہی کی وجہ سے آخرت کا انکار کرے تو کرے ورنہ اللہ تعالٰی سے اسکی قدرت سے اسکی خلاقی سے ہرگز بعید نہیں کہ وہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کر سکے۔ اس کی شان تو وہ ہے جو اس سورہ مبارکہ کے اختتام پر ان الفاظ بیان کی گئی ہے۔ إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝
فَسُبْحَٰنَ الَّذِي بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

بارك الله لي ولكم في القرآن العظيم
ونفعني وإياكم بالآيات والذكر الحكيم

—— بقیہ : قرآن کریم اور نہی عن المنکر ——

سے وہ کسی گروہ بندی کے ہوں، ایک گذارش کروں گا — اور اس کے لئے میر تقی میر کے دو شعروں کا سہارا لوں گا۔ میر صاحب جو گل و بلبل کے شاعر ہیں۔ اسی پیرایہ میں انہوں نے ایک پیغام دیا ہے۔

آ عندلیب صلح کریں جنگ ہو چکی ۔۔۔ لے او زبان دراز تو سب کچھ سوا کل
گل چیں سنبھل کے چینیو کہ گلشن میں ۔۔۔ لخت جگر پڑے ہیں نہیں برگہائے گل

—— بقیہ حرف اوّل ——

میں وقت نظر اور ذہنی مہارت جھلکتی ہو سنجیدگی و متانت کا دامن نہ چھوڑا گیا ہو اور مقصد تحریر اصلاح احوال اور اسلام کی سربلندی کا جذبہ ہو صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔